

حدیث اور علوم حدیث پر مشتمل کتابی سلسلہ

تحقیقات حدیث

﴿۶﴾ صفر ۱۴۳۴ھ / جنوری ۲۰۱۳ء

بہ یاد: حضرت مولانا مفتی غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ
سرپرست: مولانا محمد ارشاد الحق - مولانا محمد عبداللہ اسعد

ادارت

مدیر اعلیٰ	سید عزیز الرحمن:
مدیر	طاہر عمر:
نائب مدیر	محمد سعید شیخ:
رکن	محمد اسماعیل:
رکن	ساجد جمید:
رکن	فیاض احمد:

زاویہ علم و تحقیق

جامعہ خیر العلوم

خیر پور ٹاؤن والی - ضلع بہاول پور

فون نمبر: ۰۶۲-۲۲۶۱۰۱۸

E-mail: tehqeeqat@gmail.com

مشاورت

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی۔ انڈیا
مولانا زاہد الراشدی۔ گوجرانوالہ
مفتی محمد زاہد۔ فیصل آباد
ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری۔ امریکہ
ڈاکٹر گوہر مشتاق۔ امریکہ
مولانا ڈاکٹر عبدالرحمن کوثر۔ مدینہ منورہ
ڈاکٹر صاحب زادہ قاری عبدالباسط۔ جدہ
ڈاکٹر محمد جنید ندوی۔ اسلام آباد
مولانا ڈاکٹر محمد سعد صدیقی۔ لاہور
ڈاکٹر حافظ محمد سجاد۔ اسلام آباد

ادارے کا مضمون نگاروں سے اتفاق ضروری نہیں

قیمت فی شمارہ: ۲۰۰ روپے
سالانہ مع رجسٹرڈ ڈاک (دو شمارے): ۳۵۰ روپے

فہرست

☆ نقش اول

سید عزیز الرحمن / ص ۵

☆ حدیث غزوہ روم۔ ایک تحقیقی تجزیہ

محمد یسین مظہر صدیقی / ص ۷

☆ منہج وضعی اور مختلف متن الحدیث کا مسئلہ استشراتی اور جدید فکر کا منہج جائزہ

ترجمہ: سید متین احمد شاہ / ص ۳۳

☆ تعلیم و تعلم کے اصول و ضوابط۔ احادیث نبوی کی روشنی میں ایک خصوصی مطالعہ

محمد کریم خان / ص ۷۱

☆ امام بھصا ص یہ طور محدث۔ ایک مطالعہ

علی احمد القاری / ص ۹۷

☆ حیات حافظ ابن حجر عسقلانی

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی / ص ۱۲۷

☆ اردو شاعری میں احادیث کی تعلیمات - ۲

ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں / ص ۱۴۷

☆ قاموس الحدیث - ۵

سید فضل الرحمن / ص ۱۹۹

☆ اشاریہ تحقیقات حدیث / ص ۲۲۵

محمد سعید شیخ



نفسِ اول

حدیث فعلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی حفاظت اور امت تک اس کو پہنچانے اور محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو نظام قائم فرمایا، اس کا مطالعہ بصیرت افروز بھی ہے اور ایمان بخش بھی۔ احادیث میں ایک قسم حدیث فعلی کہلاتی ہے، یعنی آپ ﷺ نے کوئی عمل انجام دیا، صحابہ کرام نے اسے دیکھا، پہلے اسے اپنے سینے میں محفوظ کیا اور پھر اسے امت تک منتقل کیا۔ یہ عمل کئی طرح سے انجام پایا، ایک صورت تو عام ہے، اور کتب حدیث میں موجود ہے کہ صحابہ کرام نے وہ عمل اپنی روایت کے ذریعے تابعین اور تابعین نے تبع تابعین تک منتقل کیا، اور یوں یہ عمل نبوی حدیث کی صورت میں ہم تک پہنچا۔ لیکن یہ کام کرنے والے صحابہ کرام کم تھے، کم سے یہ مراد نہیں کہ ان کی تعداد بہت تھوڑی تھی، بل کہ مراد یہ ہے کہ یہ عمل نبوی زبانی طور پر اور روایت کی صورت میں ہم تک نسبتاً کم صحابہ کے ذریعے پہنچا۔ اس کے برعکس ایسے صحابہ کرام بے شمار ہیں، جنہوں نے یہ عمل نبوی اپنے زبانی بیان کی بہ جائے اپنے عمل کے ذریعے اگلی نسل تک منتقل کیا، اور یہ طریق کار اس قدر مضبوط روایت کی بنیاد بنا کہ شریعت اسلامی میں تعامل امت کی الگ سے اصطلاح وجود میں آگئی، جس پر اہل علم نے باقاعدہ تفصیل سے بحثیں کی ہیں، اور اس پر بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

آج ہم حفاظت حدیث و سنت کے محض ایک منہج پر (کسی نہ کسی درجے میں) عمل پیرا ہیں، جب کہ دوسرا منہج اور طریق کار ہم سے یک سر فرا موش ہو چکا ہے، یعنی اسوہ حسنہ اور اس کے مختلف پہلوؤں کو عمل کے ذریعے زندہ رکھنا اور عمل ہی کے ذریعے آئندہ آنے والی نسل تک منتقل کرنا۔ یہ

بھی کرنے کا کام ہے، یہ کام بھی آج کی زندہ ضرورت ہے، اس کی جانب بھی ہمیں توجہ کرنی ہوگی۔

اس عمل کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آج سنت کا عنوان سامنے آتے ہی محض چند اعمال ذہن میں آتے ہیں، جو یقیناً سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اہم ترین حصہ ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو محض چند مظاہر تک محدود کرنا یا ایسا سمجھنا علمی کم زوری بھی ہے، اور عملی کوتاہی بھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین اور اس کے تقاضوں کو اسی طرح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں، جیسا کہ وہ ہیں۔

آمین

سید عزیز الرحمن



ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی
ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل
ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

حدیث غزوہ روم ایک تحقیقی تجزیہ

وہی حدیث میں خاک سار راقم نے روئے صادق کے ذریعے وحی الہی کے نزول کے باب میں اس پر مختصر بحث کی ہے، اس بحث میں روئے صادق کے واسطے سے وحی الہی آنے سے زیادہ واسطہ رکھا گیا اور حدیث مذکورہ بالا کے دوسرے ابعاد و جہات سے تعرض نہیں کیا گیا کہ ان کا اس سے براہ راست تعلق نہ تھا۔ اس بحث میں امام بخاریؒ کی بیان کردہ تمام احادیث نبویؐ کا ذکر ضرور کیا گیا ہے کہ ان کے متون میں تھوڑا بہت اختلاف تھا اور بعض میں اضافات تھے، جو بہت قیمتی اور نادر تھے۔ صحیح مسلم کی احادیث نبویؐ اور ان کی شرواح نوویؒ کا صرف حوالہ ضروری معلومات کے ساتھ دیا گیا، مگر متون نہیں دیے گئے، تاکہ تکرار سے بچا جاسکے۔ حال آں کہ امام بخاریؒ کے طریق تکررات میں بالخصوص اور دوسرے محدثین کرام کے تکررات میں بالعموم بہت سی نئی معلومات اور متعدد قیمتی جہات ہوتی ہیں، اور وہ ان کو تکررات نہیں رہنے دیتیں، بل کہ نئی احادیث بنادیتی ہیں۔ (۱)

احادیث بخاری اور حوالہ جات مسلم کے علاوہ دوسری معتبر کتب حدیث سے بھی اس حدیث شریف کے متون نقل کر کے ان پر بحث نہیں کی گئی تھی کہ اس وحی حدیث کے بحث خاص میں صرف روئے صادق کے وحی ہونے کا اثبات کرنا تھا۔ اس مقالے میں حدیث غزوہ روم کے

مختلف متون سے کچھ فنی اور کچھ واقعاتی اور کچھ تشریحی بحث و تمحیص کرنی مقصود ہے۔ صحت و قطعیت حدیث کے لیے صرف بخاری کا استخراج کافی ہے، کیوں کہ ان کو ”امیر المؤمنین فی الحدیث“ اور ان کی کتاب صحیح کو ”اصح الکتاب بعد کتاب اللہ“ کا معتبر مقام حاصل ہے۔ امام بخاری کی ثقاہت و معتبریت کے تو منکرین بھی قائل ہیں۔ مزید تقویت و تصحیح کے لیے دوسری صحیح ترین کتاب صحیح مسلم میں اس حدیث کے متون کی موجودگی کافی ہوئی، لیکن صحیحین اس حدیث شریف کے اولین ماخذ نہیں ہیں۔ وہ دونوں اپنے اصلی ماخذ و سرچشمے کے مرہون منت ہیں۔

موطا امام مالک اولین ماخذ حدیث

صحیحین بالخصوص صحیح بخاری کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (احمد بن عبد الرحیم فاروقی، ۴ شوال ۱۱۱۴ھ / ۲۰ فروری ۱۷۰۳ء - ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) کی تحقیق ہے کہ تمام فقہی ابواب میں وہ موطا امام مالک بن انس (اصحی مدنی، ۹۳/۱۱ - ۷۹/۱۷۹) پر مبنی اور اسی سے مستفاد و مستفیض ہیں۔ شیخ محمد فواد عبدالباقی اور شیخ شمس الدین (محمد حبیب اللہ بن عبد اللہ، ۱۲۹۵/۱۸۷۸ - ۱۳۶۳/۱۹۴۴) نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ وہ دونوں کتب حدیث موطا امام مالک کے دوسرے ابواب پر بھی کافی حد تک منحصر ہیں۔ حضرت شاہ نے صرف صحیحین کو نہیں، بل کہ بعد کی بیش تر کتب سنن جیسے ابوداؤد، نسائی اور جامع الترمذی کو بھی موطا ہی پر مبنی اور اسی کے مستخرجات قرار دیا ہے۔ وہ سب کتابیں اسی عظیم و اولین ماخذ حدیث کے ارد گرد گھومتی اور اسی کا مواد پیش کرتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے اسی بنا پر موطا امام مالک کو ”اصح الکتاب“ قرار دیا ہے اور متعدد امامان حدیث و فقہ کا اس پر اتفاق بھی نقل کیا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعد کے بعض امامان عالی مقام نے یہ بلند مقام صحیح بخاری کو دے دیا، مگر اس سے حضرت شاہ کو اتفاق نہیں ہے۔ (۲)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث غزوہ روم بنیادی طور سے موطا امام مالک سے ہی مستعار ہے۔ امامان عالی مقام نے بلاشبہ اس میں بعض اضافات بھی فرمائے ہیں اور وہ ان کی اپنی خاص سندوں سے کئی دوسرے روائے سے مروی ہیں۔ جن روایات و احادیث کو امام بخاری نے امام مالک سے لیا ہے، ان میں انہوں نے امام مالک کی سند کا پورا التزام کیا ہے۔ دوسری روایات تو